اس نے اپنی زندگی کے ۷۳ برس میں صلح کل کو اپنا شعار بنائے رکھا اور کبھی شخصی یا جماعتی بحث وجدال کے خارزار میں اپنا دامن الجھنے نہیں دیا۔

چند مہینے ہوئے ایک کتابچہ "فتنۂ مودودیت" کے نام سے ہمیں موصول ہوا تھا جو درحقیقت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی کا ایک پرائیویٹ مکتوب مدرسۂ مظاہر العلوم سہارنپور کے ایک سابق استاد جو مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی تحریروں سے متاثر تھے ان کے نام تھا اور ۵۲ء میں لکھا گیا تھا، جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا چونکہ اس قسم کی بحث میں پڑنا برہان کے مسلک کے خلاف تھا اس لئے ہمارا ارادہ اس پر تبصرہ کرنے کا نہیں تھا لیکن کتابچہ ملنے کے چند روز کے بعد جناب ناشر کا ایک خط ملا جس میں حضرت شیخ الحدیث کی طرف سے کتاب پر برہان میں تبصرہ کی فرمائش کی گئی تھی۔ حضرت موصوف کی جو عظمت اور قدر و منزلت اور نہ صرف یہ بلکہ اس طرف ایک روحانی کشش جو خاکسار راقم الحروف کے دل میں ہے اس کا تقاضا تھا کہ فوراً ارشاد کی تعمیل کی جاتی لیکن مشکل یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل کے بارہ میں برہان کے اپنے معیار اور اصول کے مطابق اگر تبصرہ لکھا جاتا تو وہ چھ سات قسطوں سے کم میں نہیں آتا۔ اور افسوس ہے کہ چند در چند مشاغل علمی کے باعث اس کی فرصت بالکل نہیں ہے، اس لئے سر دست چند معروضات پر اکتفا کیا جاتا ہے، کبھی موقع ہوا تو اس پر مفصل تبصرہ بھی کر دیا جائے گا۔

---

(۱) حضرت شیخ الحدیث نے اپنے والا نامہ میں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی پر جو گرفت کی اور جو علمی ایرادات وارد کئے ہیں وہ بے شبہ بالکل صحیح اور درست ہیں، اگرچہ اس انداز کا منفردانہ فکر ان حضرات کے ہاں ملتا ہے جو کسی ایک اصلاحی تحریک کے بانی ہوئے ہیں مثلاً شیخ عبدالوہاب نجدی اور مہدی سوڈانی وغیرہ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ علمائے اہل سنت والجماعت کے مسلک اور ان کی تحقیقات

کے خلاف وہ تمام چیزیں ہیں جن کا ذکر اس تحریر میں ہے، ان کے علاوہ مولانا مودودی کی اگر اور تحریروں کا جائزہ لیا جائے تو ان میں بھی کچھ اور چیزیں ایسی ملیں گی جو علمی اور فکری حیثیت سے ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہیں۔

(۲) لیکن ساتھ ہی اس حقیقت سے صرف نظر کرنا قرین انصاف نہیں ہے کہ مغربی تہذیب اور مغربی علوم وفنون نے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں میں اسلامی تعلیمات و احکام سے متعلق جو سینکڑوں شکوک و شبہات پیدا کر دیئے تھے ان کے ازالہ اور مسلمانوں کے ذہن وفکر میں یقین و اعتماد کی کیفیت پیدا کرنے کی غرض سے مدلل و مبرہن اور دلنشین و موثر پیرایہ بیان میں جتنی اور جیسی تحریریں مولانا مودودی نے لکھی ہیں ہند و پاک میں کسی نے نہیں لکھیں، اور یہ تحریریں بے اثر نہیں رہیں۔ آج دنیا کے ہر ملک میں انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کا ایک بڑا طبقہ موجود ہے جو ان تحریروں سے متاثر ہے اور عملاً اس طبقہ میں بحیثیت مجموعی اسلامی ڈسپلن پایا جاتا ہے۔

(۳) بنا برعلیہ کیا اسلامی مفاد کا یہ تقاضا نہیں کہ مخالفت کو مولانا مودودی کے بعض افکار وخیالات کی سنجیدہ اور متین زبان میں علمی تردید تک محدود رکھا جائے اور ان کے ساتھ تمسخر و استہزا کا معاملہ نہ کیا جائے، آخر "ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة اور ادفع بالتی ھی احسن" کا اور کیا مطلب ہے۔

(۴) حضرت شیخ الحدیث کا یہ مکتوب گرامی پچیس برس پہلے کا لکھا ہوا ہے اور اس میں اگر درشت بیانی پائی جاتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا مودودی نے بھی بعض اکابر جمعیت کا نام لیکر ان کی شان میں گستاخی کی تھی اس بنا پر اس خط سے کوئی شکایت نہیں ہو سکتی، البتہ یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ آج جبکہ جماعت اسلامی ممنوع ہے اس مکتوب کو شائع کرنا اور وہ بھی اشتعال انگیز عنوان سے بزدلی اور سخت قسم کی اخلاقی کمزوری ہے، پھر تبلیغی جماعت کا اس سے دلچسپی لینا بھی اس کے مسلک اور وقار کے خلاف ہے۔